مصنف

محمد فیض احمد اویسی رضوی

امجد مدنی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفی و الصّلوٰۃ وَالسّلام علیٰ من اصطفیٰ و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ ابررۃ التقی و النقی

بعض لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیلئے نعلین پاک کے ساتھ عرش پہ تشریف لیجانے میں شک کرتے ہیں فقیر نے ان کے شک کو دُور کرنے کیلئے یہ رسالہ لکھا ہے، اللہ تعالیٰ فقیر کیلئے اور ناشرین کیلئے توشہ راہِ آخرت اور قارئین کیلئے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ آمین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۵ صفرالمظفر ۱۴۲۳ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمد للّٰہ حمد الشاکرین و الصّلوٰۃ و السّلام علیٰ حبیبہٖ الکریم الامین و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

امابعد! فقیر نے اپنے مضامین میں مختلف مقامات بالخصوص کتاب معراج المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں لکھا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر نعلین کے ساتھ تشریف لے گئے۔ ایک فاضل مولانا نے لکھا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی حدیث کا رڈ فرمایا ہے جو معارج النبوۃ میں ہے ان کو فقیر نے لکھا ہے کہ حدیث پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلام فرمایا ہے نہ کہ نفسِ مسئلہ کا انکار ملا ہے نہ اقرار۔ چونکہ فقیر کا مطالعہ محدود ہے اسی لئے جس صاحب کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی تصریح ملے تو فقیر کو آگاہ فرمائے۔ اس سے مجھے تعجب ہوا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے شبہات کیوں؟

حالانکہ اکابرِ اہلسنّت کا فیصلہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہر فضیلت کو آنکھیں بند کر کے مان لینا ایمانِ کامل کی دلیل ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا اور اس کا شریک نہ کہو باقی ہر فضیلت آپ کے لائق ہے فقیر کو اقبال کی بات محبوب لگی جب دیوبندی فرقہ اور اہلسنّت کا حتمی و آخری مناظرہ مسجد وزیر خان لاہور میں ہونا طے پایا تو اقبال مرحوم نے جانبین سے فیصلہ طے پایا ان کے پاس پہنچے اور صورتِ حال بتائی تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو سنوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں بات نہیں جانتے (معاذ اللہ) اسی لئے فقیر کو اس فاضل کی بات ناگوار گزری ورنہ یہ بات ذہن میں رکھے کہ یہ نعل (جوتا) پاک اس ذاتِ والا صفات کا ہے جس کیلئے عرش کو ناز تھا کہ اسے تلوے اقدس چومنے کا موقع ملا۔ منکرین کمالات مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ آپ کو اپنے اوپر قیاس کرتے ہیں۔ عوام بھی جوتے کا نام سن کر عرشِ معلی پر جانے سے گھبراتے ہیں انہیں معلوم نہیں خود جوتا پاک تو نا معلوم کتنا فضائل و برکات سے بھرپور ہوگا۔ جبکہ اس کے صِرف نقشہ کا یہ حال ہے۔

فضائل نقش نعلین پاک

امام محدث حافظ تلمسانی کتاب فتح المعال میں فرماتے ہیں کہ اس نقشہ مبارک کے منافع ایسے ظاہر و باہر ہیں کہ بیان کرنے کی حاجت ہی نہیں۔ من جملہ ان کے ابوجعفر کہتے ہیں کہ میں نے ایک طالبِ علم کیلئے یہ نقشہ بنوایا وہ ایک روز میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے گزشتہ شب اس کی عجیب برکت دیکھی کہ میری بی بی کے اتفاقاً ایسا سخت درد ہوا کہ قریب بہ ہلاکت ہوگئی میں نے یہ نقشہ شریف درد کی جگہ رکھ کر عرض کیا کہ یا الٰہی مجھ کو صاحبِ نعل شریف کی برکت دکھلایئے اللہ تعالیٰ نے اسی وقت شفاء عنایت فرمائی۔ (فتح المعال)

فوائد......قاسم بن محمد کا قول ہے کہ اس نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص اس کو تبرکاً اپنے پاس رکھے وہ ظالموں کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبے سے، شیطان سرکش سے، حاسد کی نظر بد سے امن و امان میں رہے اور اگر حاملہ عورت درد زہ کی شدت کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے بہ فضل خدا تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو۔

حکایت ...... شیخ ابن حبیب روایت فرماتے ہیں کہ ان کے ایک پھوڑہ نکلا کہ کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا نہایت سخت درد ہوا۔ کسی طبیب کی سمجھ میں اس کی دوا نہ آئی انہوں نے یہ نقش شریف درد کی جگہ پر رکھ لیا۔ معاً ایسا سکون ہوگیا کہ گویا کبھی درد ہی نہ تھا۔

حکایت ...... ایک اثر خود میرا (یعنی صاحب فتح المعال کا) مشاہدہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار سفر دریائے مشور کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی کہ سب ہلاکت کے قریب ہوگئے کسی کو بچنے کی اُمید نہ تھی، میں نے یہ نقشہ ناخدا یعنی ملاح کو دیا اور اسے کہا کہ اس سے توسل کرے اسی وقت اللہ تعالیٰ نے عافیت فرمائی۔

فوائد......محمد بن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص اس نقش شریف کو اپنے پاس رکھے خلائق میں مقبول رہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہو، یہ نقش شریف جس لشکر میں ہو اس کو شکست نہ ہوگی اور جس قافلے میں ہو لوٹ مار سے محفوظ رہے، جس اسباب میں ہو چوروں کا اس پر قابو نہ چلے، جس کشتی میں ہو غرق سے بچے اور جس حاجت میں اس سے توسل کریں وہ پوری ہو۔

فائدہ جلیلہ......بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ جو شخص نعل پاک کا نقشہ اپنے پاس رکھے اپنی ہر دلی مراد پر کامیاب رہے گا اور جو شخص اس نقشہ پاک کو تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے اس ارادہ پر کہ میرے جملہ اُمور آسانی سے طے ہوں تو بہ فضلہ تعالیٰ وہ اپنی مراد کو پائے گا بلکہ اپنے تمام ہم زمان سے ہمیشہ فائق رہے گا بلکہ دُنیا میں اس کا ہم مرتبہ کوئی نہیں ہو سکے گا اور کِتَابُ الْمُرْتَجٰی بِالْقُبُوْلِ فِیْ خِدْمَۃِ قَدَمِ الرَّسُوْلِ میں علمائے محققین وصلحائے معتبرین نے بہت آثار وحکایات نقل کی ہیں۔

چند اشعار نوقیہ

ترجمہ

☆ اے طلب کرنے والے نقش نعل شریف اپنے نبی کے آگاہ ہو جا تحقیق پالیا تو نے اسکے ملنے کا راستہ ☆ پس رکھ اس کو سر پر اور خضوع کر اس کیلئے اور مبالغہ کر خضوع میں اور مسلسل اس کو بوسہ دے ☆ جو شخص دعویٰ کرے سچی محبت کا پس بیشک وہ قائم کرتا ہے اپنے دعوے پر دلیل کو ☆ جب دیکھا میں نے نقشہ نعل مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے ☆ تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقش کو واسطے برکت کے سو مجھ کو اسی وقت شفاء ہوگئی حالانکہ میں قریب الہلاکت تھا ☆ اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کو برکتوں سے اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے۔

قصیدہ رائیہ

حضرت سیّد بکری حریری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نعل مقدس کے فضائل وفوائد میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کی ابتداء یوں فرمائی:۔

ترجمہ...... اے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل پاک کا سائل! نعل پاک کے نقشہ کے متعلق علمائے کرام نے اتنے فضائل لکھے ہیں جن کا شمار نا ممکن ہے بعض ان میں سے یہ ہیں کہ (۱) جو شخص سچے اعتقاد سے نعل پاک کو وسیلہ بنائے تو وہ ہر بیماری سے نجات پائیگا اور بہت جلدی لیکن بد اعتقاد کو اس سے فائدہ نہ ہوگا (۲) جس گھر میں یہ نقش پاک ہوگا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ گھر امن و سلامتی پائے گا (۳) دردِ زہ کے وقت یہ نقشہ عورت کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے تو بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور (۴) کوئی شخص اسے تعویذ بنا کر پگڑی میں رکھے تو لوگوں کی نگاہ میں معزز و مکرم ہو، اسے آزمایئے فائدہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ کا شکر کریں (۵) جو بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس کے طفیل اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے گناہ معاف کرتا ہے ان فوائد کو سن کر کسی کو وہم بھی نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس نقشہ میں اس سے بھی زائد فائدے مضمر فرمائے ہیں اگر تیرے دل میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بزرگی کا یقین ہے تو اس کی تصدیق کر لے ورنہ کسی کے نہ ماننے سے نقشہ مبارک کی شان نہیں گھٹتی بلکہ اس کا اپنا نقصان ہے ہاں ضرورت مند تو بڑے بڑے حیلے کرتا ہے تجھے بھی اگر ضرورت ہے تو سچے عقیدے کے ساتھ اس نقش مبارک کو آزما کے دیکھ اور اسے وسیلے کے طور بارگاہِ حق میں معروضات پیش کر پھر اس کریم کے الطاف دیکھ اور وہ اس لائق ہے کہ بندے کے معروضات پورے فرمائے آخر میں صلوٰۃ وسلام کا تحفہ عرض کرتا ہوں کہ وہ مالک صاحب نعلین نبی مشتہر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بے شمار دُرود بھیجے اور ان کی آل واصحاب پر جب تک کہ تارے چمک رہے ہیں۔

مزید برآں...... ایک بزرگ لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے نعلین پاک میں بڑی برکت اور تمام بیماریوں کیلئے شفاء ہے وسیلہ پکڑتے وقت ایک سو بار دُرود شریف پڑھئے پھر جہاں بیماری ہے اس مبارک نقشہ کو وہاں رکھ دیجئے۔

دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ نقشہ مبارک تو ہر بیماری کی شفا ہے بلکہ ہر مقصد کیلئے بہترین وسیلہ ہے۔

ایک صاحب بارگاہِ حق میں نعلین پاک کو وسیلہ کر کے عرض کرتے ہیں...... یا اللہ اس کے طفیل مجھے پل صراط پر ثابت قدم رکھ۔

ایک عاشق زار کی پیاری دلیل

فرماتے ہیں کہ مجھے نقشہ نعلین اس لئے محبوب ہے کہ اسی طرح کا جوتا پاک میرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے استعمال فرمایا۔

امام فاکھانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کہانی

امام فاکہانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے سامنے آج کی طرح نقشہ رکھا ہوا تھا تو منکرین یا طعنہ بازوں کو سمجھاتے ہوئے فرمایا اگر مجنون کو کوئی کہے کہ دُنیا کی تمام نعمتیں لوگے یا لیلٰی کی جوتی کی گرد و غبار؟ تو بخدا وہ کہے گا مجھے لیلٰی کی جوتی کی غبار چاہئے اور یہی مجھے زیادہ محبوب ہے اور اسی میں میری شفاء...... اسی طرح نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عاشق اُمتی اگر عقیدت نہیں رکھتا تو پھر اس کے اُمتی کہلوانے پر حیف ہے اسی مناسبت پر مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سننے کے لائق ہے۔

حکایت ...... ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ترکہ میں نعل پاک اور تیس دِرہم چھوڑے، اسکے دو لڑکے تھے دونوں چاہتے تھے کہ نعل پاک مجھے ملے دونوں کا جھگڑا طویل ہوگیا آخر طے پایا ایک کو صرف نعل پاک ملے گا دوسرے کو باقی جائیداد۔ جس کے حصہ میں نعل پاک ترکہ میں آئی وہ عجم کے بادشاہوں کے پاس لیجاتا وہ اس کی زیارت کر کے اسے انعامات سے نوازتے ایک موقع پر خلاط کے شہر میں پہنچا وہاں کے بادشاہ اشرف بن بادشاہ عادل کو زیارت کیلئے نعل پاک بھیجی اس بادشاہ نے کہا کہ مجھے اس مقدس نعل سے ایک ٹکڑا دے دے تاکہ میں اس سے برکت حاصل کرتا رہوں اس نے تھوڑا سا ٹکڑا دے دیا پھر دوسرے موقع پر وہاں پہنچا تو بادشاہ نے کہا کہ مجھے یہی نعل پاک اصل دے دے اور منہ مانگا انعام دوں گا اس نے کہا کہ مجھے ایک گاؤں مستقل جاگیر کے طور پر دے دے بادشاہ نے منظور کر لیا اسے جاگیر دے کر نعل پاک حاصل کر لی۔

فتح و نصرت

اس بادشاہ نے شام کو فتح کیا تو دمشق میں اقامت پذیر ہوا وہاں اشرفیہ کے نام سے ایک دارالحدیث تیار کرایا اور اس کے نام بڑی جاگیر وقف کر رکھی تھی اسی دارالحدیث کے قبلہ کی جانب مسجد اور شرقی جانب نعل پاک کا حجرہ بنایا اور اس کیلئے بڑا اہتمام فرمایا اس کے سامنے بڑا دروازہ رکھا جس کی لکڑی آبنوس کی اور سونے کے جڑاؤ کا کام کرایا۔ اس پر بہترین فانوس لٹکائے پھر ہر سال زر کثیر خرچ کرتا۔ مہینے میں صرف دو دفعہ زیارت کراتا۔ پیر اور جمعرات کے دِن لوگ اس مبارک نعل کی زیارت کیلئے ٹوٹ پڑتے اور برکت حاصل کرتے۔ (کذا فی المرتجی)

فائدہ ...... یہ تھی اسلاف کی عقیدت! اگر آج کل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عقیدت کے طور پر اس طرح کے مراسم کئے جائیں تو بدعتی و مشرک ہونے کیلئے تیار ہو جاؤ لیکن ہم ایسے القاب سن تو سکتے ہیں لیکن اپنے نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی عقیدت سے بال کی نوک کے برابر ہٹنا نہیں چاہتے کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے...... یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نعل پاک کو جس نے اپنی پیشانی سے مس کیا وہ بڑا خوش بخت ہے۔

﴿ سوال ﴾ اگر کوئی شخص سوال کرے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعل پاک کا نقشہ بنوایا اور اسے پاس رکھنا بدعت ہے ظاہر ہے کیونکہ کسی حدیث شریف میں نہیں کہ نعل پاک کا نقشہ بنا کر اپنے پاس رکھو فلہٰذا بدعت سے بچنا ضروری ہے اور بدعت کے معاملہ میں خواہ مخواہ تم اتنا زور لگا رہے ہو۔

﴿ جواب-۱ ﴾ ہر نیک کام خصوصاً جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی نسبت کا تعلق ہوگا اسے وہابیت ضرور بدعت گردانے گی اور یہ بہت بڑا حربہ انہیں نصیب ہوا ہے۔ بھولے بھالے مسلمان بدعت کا نام سن کر گھبرا جاتے ہیں حالانکہ ان کا یہ سوال فرسودہ ہے ورنہ وہ فعلِ بدعت ان کے نزدیک بھی بدعت نہیں جو خیر القرون میں ہوا ہو اور یہ فعل یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین پاک کا نقشہ تابعین سے ثابت ہے چنانچہ امام اجل ابو اویس عبداللہ بن عبداللہ بن مالک بن ابی عامر اصبحی مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود اپنے لئے امام مالک وغیرہ اکابر ائمہ تابعین و تبع تابعین کے زمانہ میں نعل اقدس حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نقشہ بنوا کر اپنے پاس رکھا اور یہ امام اجل سیّدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی اور بھتیجے یعنی ان کے حقیقی چچازاد بھائی کے بیٹے تھے اور صحاح ستہ میں سے صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ کے راویوں میں سے ہیں اور تبع تابعین کے طبقہ اعلیٰ سے ہیں۔ ۱۶۷ھ میں انتقال فرمایا۔ بتایئے جو فعل ایسے اکابر خود کر گئے ان پر بدعت کی تہمت لگائی جا سکتی ہے؟ یہ وہ حضرات ہیں جن پر دین اور اسلام کی صحاح کی احادیث کا دارومدار ہے۔

﴿ جواب-۲ ﴾ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، لا تجتمع أمتي على الضّلالة میری اُمت کا گمراہی پر اتفاق نہیں ہو سکے گا اور فرمایا، ید اللہ علی الجماعۃ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ یعنی تائید و توفیق جماعت پر ہے۔ اس ارشادِ عالی کے بعد دین کے عاشق کو تو اِنکار کی گنجائش بھی نہیں کیوں کہ نعلین پاک کے نقشہ پر عالم اسلام کے تمام علماء اور محدثین فقہاء اور تمام ائمہ اربعہ کا نہ صرف اتفاق ہے بلکہ صرف اسی موضوع پر بڑی بڑی مبسوط کتابیں لکھیں چند ایک اسماء اس وقت مجھ یاد ہیں وہ حاضر ہیں۔

اسماء کتب مصنفہ دربارہ نقشہ نعل پاک

(۱) نور العین فی تحقیق النعلین لابی عبداللہ بن عیسیٰ مغربی

(۲) خدمۃ النعل للقدم المحمدی لابن عساکر

(۳) النفحات العنبریۃ فی صفۃ نعل خیر البریہ

(۴) فتح المعال فی مدح خیر النعال کلاھما من احمد بن محمد المالکی المقری الفاسی

(۵) المرتجی بالقبول خدمۃ قدم الرسول ﷺ من رضی الدین محمد عبد المجید القادری

(۶) القول السدید فی ثبوت استبراک سیّد الاحراء والعبید

(۷) تصنیف امام ابو اسحاق ابراھیم بن خلف السلمی الشھیر بابن الحاج المزلی الاندلسی استاذ المحدث الکبیر ابن عساکر رحمھم اللہ تعالیٰ

(۸) دورِ حاضر کے مجدد، اہل سنت کے امام، شیخ الاسلام والمسلمین، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہٗ کی تصنیف شفاء الواله فی صور الحبیب و مزاره و نعاله‘

(۹) دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی کی تصنیف نیل الشفاء بنعل المصطفےٰ۔

یہ وہ اکابر اسلام ہیں اسلاف میں صرف ایک کا نام بھی اسلام کی ضمانت کیلئے کافی ہے اور منکرین کیلئے تھانوی صاحب کا اکابر اسلام کی مستقل تصانیف کے علاوہ سیرت نگار اور احادیث کے جامعین، مصنفین وشارحین کی تصریحات کا شمار غیر ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے کیونکہ تابعین وتبع تابعین سے لے کر قرن بعد قرن ہر طبقہ کے علمائے کرام نے اس نقشہ مبارک کو وسیلہ بنایا اور اپنے پاس رکھا اور اس کے جواز کیلئے دلائل قائم کئے اور اپنے تجربے بتائے بعض تو ان میں ایسے ہیں جن کا نام سن کر موجودہ دور کے علماء انہیں دین واسلام کے ستون سے تعبیر کرتے ہیں مثلاً امام اسماعیل بن ابی اویس جو کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے اور امام بخاری و امام شافعی و مسلم کے استاذ اور ان دونوں کی صحیحین کے علاوہ اتباع تبع تابعین کے اعلیٰ طبقہ سے ہیں امام شافعی و امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہم زمان تھے۔ ۲۲۶ھ میں انتقال فرمایا۔ ان کے بعد مندرجہ ذیل علماء کرام کا سلسلہ غیر منقطعہ ملاحظہ فرمایئے۔

چند اوراق کا رسالہ زاد السعید کے ساتھ شائع ہوا ہے اور نعل پاک کے برکات و منافع لکھ کر آخر میں خوب ہیرا پھیری کی لیکن مقصد کے لحاظ سے ہماری تائید خوب لکھی۔ (اُویسی غفرلہٗ)

(۱) امام اسمٰعیل کے تلمیذ ابو محمد ابراہیم بن سہل بستی (۲) ان کے شاگرد ابو سعید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ مکی (۳) ان کے تلمیذ محمد بن جعفر تمیمی (۴) ان کے تلمیذ محمد بن یٰسین الفارسی (۵) ان کے شاگرد شیخ ابوزکریا عبدالرحیم بن احمد بن نصر بن اسحاق بخاری (۶) ان کے تلمیذ شیخ طقیہ ابوالقاسم جلی بن عبدالسلام بن حسین رمیلی (۷) ان کے ایک شاگرد شیخ عیاض (۸) دوسرے تلمیذ اجل امام اکمل حافظ الحدیث قاضی ابوبکر ابن العربی اشبلیلی اندلسی (۹) ان دونوں کے شاگرد امام ابن العربی کے صاحبزادے فقیہ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ (۱۰) ان کے تلمیذ شیخ ابن الحیہ (۱۱) ان کے شاگرد شیخ ابوالفضل ابن البرتونسی (۱۲) ان کے شاگرد شیخ ابن فہد مکی (۱۳) امام اجل ابن العربی ممدوح کے دوسرے شاگرد ابوالقاسم بن بشکوال (۱۴) ان کے تلمیذ ابو جعفر احمد بن علی اوسی جن کے شاگرد ابوالقاسم بن محمد اور ان کے تلمیذ ابو اسحاق ابراہیم ابن الحارث ان کے شاگرد ابوالیمین ابن عساکر مذکورین ہیں (۱۵) امام اسمٰعیل بن ابی اویس مدنی ممدوح کے دوسرے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحسین (۱۶) ان کے شاگرد محمد بن احمد فزاری اصبہا (۱۷) ان کے تلمیذ ابوعثمان سعید بن حسن تستری (۱۸) انکے شاگرد ابوبکر محمد بن عدلی بن علی مقری (۱۹) ان کے تلمیذ ابو طالب عبداللہ بن حسین بن احمد عنبری (۲۰) ان کے شاگرد ابو محمد بن عبدالعزیز احمد کنانی (۲۱) ان کے تلمیذ ابوہبیۃ اللہ بن احد بن اکف الدمشقی (۲۲) ان کے شاگرد حافظ ابو طاہر احمد بن محمد بن احمد اسکندرانی (۲۳) ان کے تلمیذ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن تجیبی (۲۴) ان کے شاگرد ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بستی (۲۵) ان کے تلمیذ ابواسحٰق ابراہیم بن الحاج مسلمی ممدوح (۲۶) ان کے شاگرد ابن عساکر (۲۷) انکے تلمیذ بدر فاروقی یہ تین سلسلے میں سلاسل حدیث تھے ان کے علاوہ (۲۸) امام ابو حفص عمر فاکہانی اسکندرانی (۲۹) شیخ یوسف تتاں مکی (۳۰) فقیہ ابو عبداللہ بن سلامہ (۳۱) فقیہ لیث ابو یعقوب (۳۲) ان کے شاگرد ابو عبداللہ محمد بن رشید فہری (۳۳) حفظ شہیر ابو نیع بن سالم کلاعی (۳۴) انکے تلمیذ حافظ ابو عبداللہ بن الابار قضاعی (۳۵) ابوعبداللہ بن محمد جابر وادی (۳۶) خطیب ابوعبداللہ بن مرزوقی تلمسانی (۳۷) ابن عبدالملک مراکشی (۳۸) شیخ فتح اللہ حلبی بیلونی (۳۹) قاضی شمس الدین ضیف اللہ تواہی رشیدی (۴۰) شیخ عبدالنعیم سیوطی (۴۱) محمد بن فرج بستی (۴۲) شیخ ابن حبیب النبی جن سے علامہ تمسانی نے نقشہ مقدسہ کی عجیب برکت شفا روایت کی

(۴۳) سیّد محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ ممدوح سیّد جمال الدین محدث صاحب روضۃ الاحباب (۴۴) علامہ شہاب الدین خفاجی جنہوں نے فتح المتعال کی تعریف کی اور اس مصنف کو حسن فرمایا یعنی وہ کتاب خوب ہے (۴۵) فاضل علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب وموطا امام مالک اب اور پانچ ائمہ کرام کے اسمائے طیبہ عالیہ پر اختتام کرتا ہوں جن کی امامت کبریٰ پر اجماع اور ان کی جلالت شان وعظمت مکان مشہور ومعروف بلاد ہے (۴۶) امام اجل حافظ الحدیث زین الدین عراقی استاد امام الشان ابن حجر عسقلانی صاحب سیرت وغیرہا (۴۷) ان کے ابن کریم علامہ عظیم سیدی ابوزرعہ عراقی (۴۸) امام اجل سراج الفقہ والحدیث والملۃ والدین بلقینی (۴۹) امام جلیل محدث جلیل حافظ علامہ شمس الدین سخاوی (۵۰) امام اجل واکرم علامہ عالم خاتم الحفاظ والمحدثین جلال الملۃ والشیخ والدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہم الا یوم الدین آمین یارب العلمین۔

آخر میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کا پیغام پیش کروں، فرمایا کہ بالجملہ نعل مبارک کی تصویر تبع تابعین اعلام سے ثابت ہے اور جب سے آج تک ہر قرن وطبقہ کے علماء وصلحا میں معمول رائج ہمیشہ اکابرین ان سے تبرک کرتے اور ان کی تکریم وتعظیم رکھتے آئے ہیں تو اب انہیں بدعت شرک وحرام نہیں کہے گا مگر جاہل بے باک یا گمراہ بددین مریض القلب ناپاک والعیاذ باللہ آج کل کے کسی نوآموز قاصر فاتر کی بات ان اکابر ائمہ دین وعلمائے معتمدین کے ارشادات عالیہ حضور کسی دیندار کے نزدیک کیا وقعت رکھتی ہے عاقل منصف کیلئے اسی قدر کافی ہے۔

نقشہ نعل پاک سے توسل کا طریقہ

بہتر ہے کہ آخر شب میں اُٹھ کر وضو کرکے تہجد جس قدر ہوسکے پڑھے اس کے بعد گیارہ بار دُرود شریف گیارہ بار کلمہ طیبہ گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی اسکے طفیل مقدس پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے میری فلاں حاجت یہاں پر حاجت کا نام لے پوری فرمائے مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے پھر سر پر سے اس کو اُتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو محبت سے بوسہ دے اشعار ذوق وشوق بہ غرض از یاد عشق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھے ان شاءاللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا۔

تعجب بالائے تعجب

یہی طریق دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنے رسالہ نیل الشفا فی نعل المصطفٰے میں بیان کیا ہے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ادھر تو اسے حکیم الامت مانتے ہیں لیکن جب اسکے معمولات یا تحقیق مسائل ومعاملات کی باری آتی ہے تو اس کے اقوال کو ٹھکرا دیتے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب کے رسالہ کی تمہید لکھ دی جائے تاکہ مسلک دیوبند کو مزید انکار کی گنجائش نہ ہو۔

نعلین پاک عرش پر

یہ اہلسنّت کی خوش بختی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہر فضیلت کو سن کر جھوم جاتے ہیں نعل پاک کے ساتھ عرش پہ جانا بھی ایک فضیلت ہے اسے ہم مانتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ورنہ دوسرے بعض فرقوں نے آسمانوں سے اوپر تشریف لے جانے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار کیا ہے ایسے ہی عرش پر تشریف لے جانے کا بھی یہ ان موجودہ فرقوں کی شان نبوت سے بے خبری کی علامت ہے ورنہ یہ محققین کا مسلم مسئلہ ہے کہ عرش وکرسی اور لوح وقلم وغیرہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورِ اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ امام المحدثین امام بخاری کے استاد محدث عبدالرزاق اپنی تصنیف میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث لائے ہیں اور اس حدیث شریف کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے اسی حدیث پاک میں ہے:

فالعرش و الکرسی من نوری و الکرو بیون من نوری و الروحانیون من الملائکۃ من نوری و ملائکۃ السموت السبع من نوری و الجنۃ و ما فیھا من النعیم من نوری و الشمس و القمر و الکواکب من نوری و العقل و العلم و التوفیق من نوری و ارواح الانبیاء و الرسل من نوری و الشھدآء و الصالحون من نتائج نوری (الحدیث) جواھر البحار سیّدی یوسف النبھانی (جلد۴،ص۲۷۷)

لہٰذا ان میں کوئی چیز مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے باعث شرف وعروج نہیں ہوسکتی سیدی علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، انہ علیہ الصلوٰۃ و السلام یتشرف بہا دخل لابن الحاج (ج۱،ص۲۵) تمام اشیاء آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شرف حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی شے سے اور یہی حضرت فرماتے ہیں،

الا تری الی ما وقع من الاجماع علیٰ ان افضل البقاع المواضع الذی ضم اعضاء الکریمۃ صلوٰتُ اللّٰہ علیہ و سلامہ (المدخل) ما ضم اعضاء ہ علیہ الصّلوٰۃ و السّلام فانہ افضل مطلقا حتی من الکعبۃ و العرش و الکرسی (درمختار، ج۱،ص۱۸۴)

اے ایمان والے! تو اس بات کی طرف نہیں دیکھتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور تمام مقامات سے افضل ہے بلکہ آئمہ احناف میں سے صاحب درالمختار نے تو تصریح کردی ہے کہ جو جگہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعضاء شریفہ سے ضم کئے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی لہٰذا سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عروج نہیں بلکہ براق کو عروج عطا فرماتا ہے، ملائکہ کا لگام اور رکاب تھامنا ملائکہ کا عروج ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عروج ہے جیسا کہ علامہ نجم الدین غیطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، قال ابن دحیۃ یحتمل ان یکون الحق سبحانہ تعالیٰ ارادان لا یخلیٰ تربۃ فاضلۃ من مشھدہ و وطء قدمہ فتمم تقدیس بیت المقدس بصلاۃ سیّدنا محمّد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم المعراج الکبیر سیأدی تجم الدین غیطی (ص۱۳) ابن دحیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ارادہ فرمایا کہ اس زمین کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدموں کی برکت سے محروم نہ رکھے پس اس لئے بیت المقدس کی تقدیس کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز سے پورا فرمایا۔ اسی طرح جہاں جہاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور جن جن سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ملاقات فرمائی یہ اُن کے حق میں معراج تھا نہ کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ شبِ معراج جہاں سے حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزرے وہاں کی اشیاء کو معراج ہوتی گئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اور صرف ذات حق تعالیٰ کے دیدار پر انوار اور دیگر رموز و اسرار سے مشرف ہو کر معراج پائی۔

رفرف

جب جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رفرف ہے اس کو ایک فرشتے کے ساتھ سپرد کیا۔ (الیواقیت والجواہر، ج ۲ص ۳۶) ایک روایت میں آیا ہے کہ تدلی کا فاعل رفرف ہے اور دنی کے فاعل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں دنی فتدنی کا ترجمہ یوں ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ستر ہزار برس کی راہ تھی اور یہ پردہ جو بعض یاقوت کے بعض ہوا کے تھے اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا کہ ستر ہزار فرشتے جن کا ذکر ابھی گزرا ہے سب اس کے تابع تھے اس رفرف نے آپ کو حجابات سے پار پہنچایا اور پھر غائب ہوگیا اس کی ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانہ مروارید سفید کی طرح تھی تسبیح کہتی تھی اور اس کے منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے اٹھایا اوران ستر ہزار پردوں سے گزرا جو عرش تک تھے اور ساق عرش تک پہنچا۔

(معارج النبوۃ، ج ۳ص ۵۳)

یاد رہے کہ نزہۃ المجالس میں امام صفوری پانچ سواریوں کا ذِکر کرتے ہیں اور کسی نے دو سواریوں کا ذکر کیا ہے اور کسی عالم نے تین سواریوں کا ذکر کا ہے جتنی روایت جس کے پاس تھیں اس قدر بیان کیا ہے۔

عرش حق ہے مسند رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

عرش کو اٹھانے والے چار فرشتوں پر گزر ہوا جس کو حاملین عرش کہا جاتا اور ہر ایک کے سر پر چوبیس کا گیاں تھیں، ہر ایک کی موٹائی پانچ سال کی مسافت تھی ان کا وظیفہ یہ تھا: لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔

انتباہ...... دورِ حاضرہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات ماننے میں کم ظرفی کا ثبوت ہے آپسی ذات حق چھپی تو باقی کو نہ ماننے کا کیا معنی ہم لیں۔ میں صرف چند حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں تفصیل فقیر کے رسالہ عرشیہ میں ہے۔

امام قسطلانی نے مواہب شریف میں لکھا ہے، ولما انتهىٰ الى العرش تمسك العرش باذياله (مواہب)

رفرف نیچے اتر آئی حتی کہ آپ اس میں بیٹھ گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئے اور اقرب درجہ سے شرف پایا۔ (سیرت حلبیہ)

پس آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ کہ من تنہا رواں شدم کہ وحجابہا قطع ے کردم تاہمہ تا د ہزار حجاب بگذشتم کہ ہر حجابے پانصد سالہ راہ بود و مابین ہر دو حجاب پانصد سالہ راہ دیگر ودروایتے آنست تا آنجا کہ براق مرکب بود چوں ایں جا رسید براق بماند وانگا رفرف سبزے ظاہر شد کہ ضیائے وے برضیائے آفتاب غالب آمد (معارج، ج ۳ص ۱۵۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اکیلا روانہ ہوا اور بہت حجابات طے کئے یہاں تک کہ ستر ہزار حجابوں سے گزرا کہ ہر ایک حجاب کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ تھی اور دونوں حجابوں کے فاصلہ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سواری براق یہاں پہنچ کر تھک گیا اس وقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا جس کی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس رفرف پر سوار ہوئے اور

چلتے رہے حتی کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گے اس کے بعد بہت سے حجابات سامنے آئے ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے ستر ہزار چاندی کے ستر ہزار مروارید کے ستر ہزار حجاب ظلمت کے ستر ہزار پانی کے ستر ہزار خاک کے ستر ہزار حجاب آگ کے ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفرف ان حجابوں سے گزرتی ہوئی پردہ داراں عرش تک لے گئی وہاں ستر ہزار پردہ، ہر پردہ کا ستر ہزار زنجیر تھا اور ہر زنجیر کو ستر ستر ہزار فرشتوں نے گردن پر اٹھا رکھا تھا اور وہ فرشے بہت قد آور تھے۔ (لدنیہ، ج ۳ ص ۲۴) جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرشِ الٰہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی۔

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم مررت لیلۃ اسری بی برجل مغیب فی نور العرش (خرقانی، ج ۲ ص ۱۰۶)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا۔

حیث کان العرش اعلیٰ مقام ینتھی الیہ من امری بہ من الرسل علیھم الصلوٰۃ و السلام قال و ھذا یدلک علی ان الاسری کان یجسمہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) (الیواقیت والجواہر، ج ۲ ص ۳۷)

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے استوا پر عرش کو اپنی تعریف کا سبب بنایا اس طرح اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرش پر بلند کر کے ان کی عظمت کا اِظہار فرمایا کیوں کہ عرش وہ برتر مقام ہے جہاں معراج کرنے والے تمام نبیوں کی سیر ختم ہو جاتی ہے۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جسمانی تھی اس لئے جسمانی معراج ہی سے عظمت ظاہر ہوتی۔

قال الشیخ ابو الحسن الرفاعی صعدت فی الفوقانیات الی سبع مائۃ الف عرش فقیر لی ارجع لا وصول لک الی العرش الذی عرج بہ محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (بحوالہ، ص ۴۷)

حضرت ابو الحسن رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میں حالتِ مراقبہ میں نجانی طور پر عالم بالا میں چڑھتا رہا حتی کہ سات لاکھ عرش سے اوپر گیا پھر مجھے کہا گیا آپ واپس چلے جاؤ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج ہوئی ہو وہاں تو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اتنے میں عرش حق نے کہا لے مبارک اے تاج والے وہی قدم غیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف تیرے تھے ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں حضور خورشید کیا چمکتے چراغ اپنا منہ دیکھتے تھے۔

حضرت ابو الحمراء سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، جب مجھے آسمان پر معراج ہوئی تو عرش پر لکھا ہوا تھا: لا الہ الا اللّٰہ محمّد رسول اللّٰہ۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نعلین سمیت عرش بریں پر تشریف لے گئے اس کے چند حوالہ جات حاضر ہیں:۔

جب سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے تو جناب الٰہی سے خطاب آیا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آگے چلے آؤ تب محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نعلین مبارک اُتارنی چاہی تو عرش مجید لرزہ میں آیا اور آواز آئی کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھیئے تاکہ آپ کے قدم کی دولت سے میرے عرش قرار پائے حضور علیہ السلام نے عرض کیا یاالٰہی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا، فاخلع نعليك انك باالواد المقدس پس آپ جوتے اُتاردو اسلئے کہ تحقیق آپ اس مقدس وادی میں ہیں جس کو حرم طویٰ کہتے ہے جبکہ تیرا عرش کوہِ طور سے کئی درجے افضل ہے میں کس طرح مع نعلین عرش پر چلا آؤں ۔تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا اس لئے حکم ہوا تھا کہ طور سینا کی خاک اس کے قدموں کو لگے اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو اور آپ کو بمع نعلین عرش پر آنے کا حکم اس لئے ہوا ہے تاکہ آپ کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔ (قصص الانبیاء، ص ۲۸۷)

امام الصوفیہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ عرش است کمین پایہ زایوان محمد عرش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایوان نبوت کا ایک ادنیٰ پایہ ہے۔

فائدہ...... جس کے ایوان نبوت کا عرش ایک ادنیٰ پایہ ہو اگر نعلین پاک سے اس پایہ کو مشرف فرمائیں تو کیا بعید ہے کسی شاعر نے کہا نعلین پائے اورا بر عرش گو نگاہ کن جاہل کہ در نیابد معنی استواء را آپکی نعلین پاک عرش پر ہے اسے دیکھ لیکن جاہل کو استواء علے العرش کا معنی سمجھ نہیں آیا۔

کسی اور دوسرے شاعر نے کہا...... جب قریب عرش پہنچے شافع روز جزا دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا کیوں جھجکتے ہو مع نعلین آؤ مصطفیٰ عرض کی محبوب نے اے خالق جن وبشر کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر حکم موسیٰ کو ہوا نعلین پا نہ طور پر حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین پا آؤ ادھر پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نور ہو۔

نعلین پاک عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ آپنے نعلین اتارنی چاہی اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتاریئے علماء سلف میں سے امام ابن ابی جمرہ اس کے قائل ہیں۔ (جواہر الجانی فضائل النبی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

دوسری روایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعلین اتارنے کا حکم نہ ہوا جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا جیسا کہ علامہ نبہانی کی رباعی ہے۔

علیٰ رؤس هذا كون نعل محمّد علت فجميع الخلق تحت ظلاله ندى الطور موسىٰ اخلع واحمد على العرش لم يوذن بخلع نعاله کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کی یہ شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک تمام کائنات کے اوپر تھی تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے حضرت احمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ہوا۔

کہ بعض اکابر صوفیہ نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے اس سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعلین پاک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نعلین کو نہ اتاریئے تو اس بزرگ نے اس روایت کی یہ یادیں بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپ کو عشمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آگیا حتی کہ آپ کی بشری جزء آپکے جسم اقدس پر سے اتری یہاں تک آپکے دونوں پاؤں میں نعلین کی طرح ہوگئی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ آپ نہ اتاریئے اور یہ حکم اس لئے ہوا کہ اگر آپ اس کو اتار دیتے تو آپ محض نور ہی نور ہو جاتے اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر ہوں تا کہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں پس اس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی اللہ تعالیٰ ان تمام اولیاء سے راضی ہو۔ (ترجمہ: جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۱۲۴)

حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ نے تفسیر روح البیان پ ۱۶ سورۃ طٰہٰ تحت آیت وخلع نعليك۔۔۔ میں لکھتے ہیں کہ

وقيل للجيب تقدم علىٰ بساط العرش بنعليك ليتشرف العرش بغبار نعال قدميك ويصل نور العرش يا سيّد الكونين اليك محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ آپ عرش کی بساط پر اپنے نعلین مبارک سمیت آیئے تا کہ عرش آپ کے جوتے مبارک کے غبار کا نور آپ تک پہنچ سکے۔ اسکے بعد امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ مقام محمدی مقام موسوی سے ازبس بلند ہے اسی لئے بادشاہوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا اس لئے کہ بادشاہوں کے درباروں میں غلام پابرہنہ حاضر ہوتے ہیں اس کے برعکس حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نعلین اتارنے کے بجائے عرش پر جوتے سمیت تشریف لے گئے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے بلائے ہوئے مہمان تھے مہمان وغلام کا فرق کسی کو معلوم ہے غلام آقا کی مجلس خاص جاتے وقت جوتا اتار پھینکتے ہیں لیکن محبوب مہمان قالین لتاڑتے ہوئے جوتے سمیت چلے جاتے ہیں فرقیت از کجا تا کجا۔

دیدارِ الٰہی

ہم کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خداوند تعالیٰ کو بیداری میں سر کی آنکھوں سے دیکھا جو لوگ شبِ معراج آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور ہم کلامی کا انکار کرتے ہیں ان کو اس مبارک سیر یعنی معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثابت کرنا انتہائی مشکل ہے جتنا ان کا ذہن پر لانا۔ سیّد الوجود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیر مبارک کے متعلق اگرچہ ضمنی طور پر بہت سی کتابوں میں ذکر موجود ہے مثلاً الشفا ، للقاضی عیاض ﷺ مواهب الدنیه سید القصب القسطلانی اور بعض آئمہ کرام نے اس موضوع پر کتابیں تحریر فرمائی ہیں ان میں سے ایک حافظ محمد بن یوسف الدمشقی ہیں جو کہ سیّدی جلال الملت والدین السیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور ان کی کتاب کا نام الآیات العظیمة الباهرة فی معراج سیّد اهل الدنیا و الآخرة اور امام الشیخ علی الاجھوری مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی کتاب کا نام النور الوهاج کلام علی السراء و المعراج ہے اور تیسرے سیّدی علام نجم الدین غیطی ہیں اسکی کتاب کا نام المعراج الکبیر ہے لیکن مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جیسی سیر حاصل بحث اور تحقیق سیّدی علامہ عبدالباقی شارح مواہب الدنیہ نے اپنی شرح زرقانی علی المواهب میں کی ہے اس سے زائد کسی کتاب میں نہیں مل سکتی زرقانی اسی معراج شریف کا آغاز فرمایا ہے اور ۱۵۶ صفحات نذرِ قلم کئے ہیں۔ فقیر نے ان کتابوں و دیگر محققین کی تصانیف سے اثباتِ دیدارِ الٰہی میں صرف دو حوالے پیش کرتا ہے۔

سیّدی ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، قال ابو الحسن النوری شاهد الحق القلوب فلم یقی قلباً اشوق الیه من قلب محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فاکرمه بالمعراج تعجیلا للرویة و الکالمة ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے تمام مخلوق کے دلوں میں سب سے زیادہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب پاک کو اپنا مشتاق پایا پس آپ کو اپنا دیدار اور ہم کلامی بخشنے میں عجلت فرمائی سب سے بڑھ کر یہ کہ دیدارِ الٰہی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ قائل ہیں امام قسطلانی نے لکھا کہ عن ابن عباس قال اتعجبون ان تکون الخلة لابراهیم و الکلام لموسیٰ و الرء یة لمحمّد صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم (مواہب الدنیہ)

نوٹ...... یہ چند مسائل دورِ حاضر میں صرف اہلسنت کے حصہ میں آئے ہیں دورِ سابق میں ائمہ کا اختلاف رہا لیکن وہ تحقیق دور تھا آپس میں بے ادبی و گستاخی کا تصوّر کرنا بھی جرم تھا اور آج کے دور میں ایسے مسائل کا انکار مبنی بر سوءِ ادب ہے چونکہ اس رسالہ میں فقیر کا روئے سخن نعلین پاک کے ساتھ عرش پہ تشریف لے جانا ہے اسی لئے اس پر مزید دلائل عقلیہ کا اضافہ کرتا ہے۔

عقلی دلائل

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کی قدر و منزلت سے پتا چلتا ہے آپ کا جوتے سمیت عرش معلٰی پہ تشریف لے جانا بعید از قیاس نہیں اور بفتوائے عشق تو نہایت ضروری ہے اسلئے عرش خدا تعالیٰ کی عظیم مخلوق سہی لیکن حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک عاشق زار ہے جیسے حوالہ گزرا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جوتے نہ اتاریئے آپ کے جوتے کی گرد غبار سے مشرف ہوگا کیوں نہ ہو عرش معلٰی بھی حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اُمتی ہے جیسا کہ حدیث ارسلت الی الخلق کافه (مسلم) سے علماء کرام نے ثابت کیا کہ عرش تا تحت کا ہر ذرّہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت ہے اور پھر ایسے شہنشاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شاہی محل کا ایک کنگرا ایک پایہ ہے کیا خوب فرمایا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: عرش است کمیں پایہ زایواں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبریل امین خادم دربان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اس حدیث کو ابن جریر نے روایت کیا ہے۔

ثم ان المراد برؤية الفواد رؤية القلب لامجرد لحصول العلم لانه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كان عالما بالله على الدوام بل مراد من اثبت له انه راه بقلبه ان الرؤية التى حصلت له خلقت له فى قلبه كما تخلق الرؤية بالعين لغيره و الرؤية لا يشترط لها شئ مخصوص عقلا و لوجرت العادة بخلقها فى العين (مواہب لدنیہ، ج ۲ ص ۳۷)

اس سے واضح کہ رویۃ فواد سے دل کا دیکھنا مراد ہے نہ یہ کہ صرف علم حاصل ہوگیا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا علم علی الدوام حاصل ہوا جن لوگوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے رویۃ قلبی ثابت کی ہے ان کی منشاء یہ ہے کہ جس طرح کسی کی آنکھ میں بینائی پیدا کردی جاتی ہے اسطرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں بینائی پیدا کردی گئی ہے جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا اور رویت دیکھنے کیلئے عقلاً کسی خاص چیز سے بدن کا ہونا یا کسی خاص شئے کا پایا جانا ضروری نہیں اگرچہ عادتاً بینائی آنکھ کے علاوہ کسی اور عضو میں بینائی پیدا کردے تو اس کو ہر طرح کی قدرت ہے اس قسم کی روایت جن سے دونوں طرح کی رویت ثابت ہوتی ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہ کان یقول انّ محمّد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ مرتین

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے ہو اور کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہو اور دیدار حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے ہو۔ حضرت عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر سے کہا کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا تو آپ سے پوچھتا تو حضرت ابوذر نے کہا عن ای شیءٍ تسئلہ؟ کس چیز کی بابت آپ سے سوال کرتا تو عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا کیا آپ نے اپنے کو دیکھا ہے حضرت ابوذر نے کہا میں نے پوچھا تو آپ نے فرمایا رئیت نوراً میں نے نور کو دیکھا۔ (مسلم شریف، ص ۹۷)

صاحب روح البیان نے کیا خوب فرمایا کہ ومن المحال ان یدعو الکریم کریما الی درہ و یضیف حبیبٌ حبیبا فی قصرہ ثم یتستر عنہ ولا یرتہ وجہہ (روح البیان، ج ۱ ص ۵۸) اور یہ بات ناممکن ہے کہ کریم کریم کو دعوت دے کر بلائے اور دوست دوست کو اپنے محل میں مہمان بنائے پھر اس سے چھپ جائے اور اس سے اپنا چہرہ نہ دکھائے...... ایں خیال است ومحالست وجنوں۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ عجب است کہ دراں مقام ببرند ودر خلوت خاص آرند با علی مطلب واقعی مسالت کہ دیدار است مشرف نہ گردانند (مدارج النبوۃ، ج ۱ ص ۱۷۳) بات ہے کہ حضور علیہ السلام کو اس مقام پر لے جائیں اور خلوت خاص آئیں اور اعلیٰ مطلب اور عمدہ مسئلہ کو دیدار ہے اس سے مشرف نہ کریں۔

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں، ثم ان القائلین بالرؤیۃ اختلفوا فمنهم من قال انہ علیہ الصّلوٰۃ و السّلام رأی ربہ سبحانہ بعینہ (روح المعانی، ج ۲۷ ص ۲۳۲) پھر دیدار باری تعالیٰ کے قائلین اس مسئلہ میں مختلف ہیں بعض کا مذہب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی سر اقدس کی آنکھ مبارک سے دیکھا۔

ان الراجح عند اکثرا العلماء ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأی ربہ بعینی رأسہ لیلۃ الاسراء اکثر علماء کے نزدیک یہ بات راجح ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے ربّ کو معراج کی رات میں اپنے سر اقدس کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ دوسری روایت جس سے قلب مبارک سے دیکھنے کا ثبوت ملتا ہے وہ بھی حضرت ابن عباس سے روایت ہیں۔

چنانچہ قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حدیث شریف حضرت ابن عباس سے مروی ہے، لم ارہ بعینی ولٰکن رئیت بقلبی مرتین و عن ابن عباس قال سئل هل رئیت ربك قال رئیتہ بفؤادی (رواہ ابن جریر نبراس، ص ۴۷۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا لیکن دل سے دو مرتبہ دیکھا ہے اور حضرت ابن عباس سے ایک روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا کیا آپ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو اپنے دل سے دیکھا ہے۔ مرۃ ببصرہ و مرۃ بفؤادہ رواہ الطبرانی (روح المعانی، ج ۲۷ ص ۴۹ ومواہب لدنیہ، ج ۲ ص ۳۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ ظاہری آنکھ سے اور ایک مرتبہ اپنے قلب مبارک کی آنکھ سے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

صوفیہ کرام کا محبوب قول

صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمیع وجود سراپا جود سے اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ فرمایا۔

چنانچہ لکھتے ہیں، فریٔ الحق بالحق بجمیع وجوده لان جوده صار بجمیعه عینا من عیون الحق فرأى الحق بجمیع العیون وسمع خطابه بجمیع الاسماع و عرف الحق بجمیع القلوب حتى فنیت عیونه و اسماعه و قلوبه و ارواحه و عقوله فی الحق (عرائس البیان، ج ۲ ص ۵۴۷) پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو فی الحقیقت اپنے تمام وجود سے دیکھا کیونکہ آپ کا وجود تمام تر ہی آنکھ ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ کو جسم کی تمام آنکھوں سے دیکھا اور تمام کانوں سے اس کا خطاب سنا اور تمام قلوب سے اس کو پہچانا حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں اور آپ کی روح اور آپ کے عقول حق تعالیٰ کی ذات کے سامنے فنا ہو گئے۔

حکایت

کسی بزرگ نے فرمایا کہ تیس سال تک علماء کرام سے دنیٰ فتدلی کا معنیٰ پوچھتا رہا تب مجھے منکشف ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شب معراج دائیں بائیں، آگے پیچھے اور اوپر نیچے خدا تعالیٰ کو دیکھا پھر حضور علیہ السلام نے اس مقام پر جدائی پسند نہ کی اللہ نے فرمایا اے حبیب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تم میرے رسول ہو میرے بندوں کی طرف پیغام پہنچاؤ گے اگر ہمیشہ اسی مقام پر رہو گے تو پیغام کون پہنچائے گا، واپس جایئے ہاں جب اس کو چاہیں گے تو جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوں گے تو یہ شان عطا کر دوں گا۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، قُرَّۃ عینی فی الصلوٰۃ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔

﴿ **سوال** ﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام اولوالعزم پیغمبر ہیں ان کیلئے تو حکم ہے فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوى جوتا اتار دیں اس لئے آپ مقدس وادی طویٰ پر قدم رکھنے والے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ولی اللہ ہیں ان کیلئے بہشت میں جوتے سمیت جانا عجیب امر ہے حالانکہ بہشت کا چپہ چپہ مقدس ہے۔

﴿ **جواب** ﴾ وادی طویٰ کے پیٹ میں چند تختیاں تھیں جن میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کندہ تھا اس کے پیش نظر موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اُتارنے کا حکم ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی عادتِ کریمہ ہے کہ جہاں یہ کلمہ کندہ کرا کر مخفی رکھتا ہے تو اس کے تقدس تحفظ کا خود کفیل ہوتا ہے اسکی نظیر قرآن مجید ایک نہیں متعدد ہیں ایک یہ کہ جس دِیوار کو خضر علیہ السلام نے تیار فرمایا اس کا بیان اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:
و اما الجدار فكان لغلمين يتيمين في المدينة و كان تحته كنزلهما و كان ابوهما صالحا فاراد ربك ان يبلغا اشد هما و يستخرج كنزهما رحمة من ربك و ما فعلته عن امرى (پ ۱۶، سورۃ کہف)
یہ دیوار شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے ربّ نے چاہا کہ وہ دونوں جب اپنی جوانی کو پہنچیں تو اپنا خزانہ نکالیں تو یہ حفاظت آپ کے ربّ کی رحمت سے ہے اور یہ جو کچھ میں نے کیا اپنے حکم سے نہ کیا۔

فائدہ...... اس آیت میں جدار کی حفاظت ہمارا موضوع ہے چنانچہ احادیث میں ہے ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اس دِیوار کے نیچے سونا چاندی مدفون تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ اس میں سونے کی ایک تختی تھی اس پر ایک طرف لکھا ہوا تھا اس کا حال عجیب ہے جسے موت کا یقین ہو اس کو خوشی کس طرح ہوتی ہے...... اس کا حال عجیب ہے جو قضا و قدر کا یقین رکھے اس کو غصہ کیسے آتا ہے...... اس کا حال عجیب ہے جسے رِزق کا یقین ہو وہ کیوں تعجب میں پڑتا ہے...... اس کا حال عجیب ہے جسے حساب کا یقین ہو وہ کیسے غافل رہتا ہے...... اسکا حال عجیب ہے جس کو دُنیا کے زوال و تغیر کا یقین ہو وہ کیسے مطمئن ہوتا ہے...... اس کے ساتھ لکھا تھا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ...... اور دوسری جانب اس کی لوح پر لکھا تھا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں یکتا ہوں میرا کوئی شریک نہیں میں نے خیر و شر پیدا کی اس کیلئے خوشی جسے میں نے خیر کیلئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر خیر جاری ہے اس کیلئے تباہی جس کو شر کیلئے پیدا کیا اور اس کے ہاتھوں پر شر جاری ہے...... اس ولی کا نام شح تھا اور یہ شخص پرہیزگار تھا حضرت محمد ابن سکندر نے فرمایا، اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد کو اور اس کی اولاد کی اولاد اور اس کے کنبہ والوں کو اور اس کے محلّہ داروں کو اپنی حفاظت میں رکھتا ہے اور وہ ولی اللہ ان دو بچوں کا آٹھویں پشت میں دادا تھا۔ (روح البیان)

اس سے واضح ہوا کہ اولیاء کی اولاد قابلِ تعظیم ہے اور ساداتِ کرام تو بطریق اولیٰ واجب التکریم ہے ہم ان کی اولاد اولیاء اور سادات سمجھ کر تعظیم کرتے ہیں اور وہ خود بھی اپنے بزرگوں کی وجہ سے دنیوی حیثیت سے مالا مال ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں نہ یہ کہ کھائیں تو بزرگوں کے صدقے اور کام آئیں ابلیس کے اللہ ان کو سمجھ دے۔ آمین

فقط...... والسلام وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ
بہاولپور، پاکستان